ڈاکٹر آرزو

استاد شعبہ اُردو،استنبول یونیورسٹی،ترکی

دو ہم عصر مصنف خواتین: فاطمہ عالیہ خانم و محمدی بیگم

Dr. Arzoo

Assistant Professor, Department of Urdu,Istanbul University,Turkey.

The Two Leading Writers: Fatima Alia Hanan, Muhammadi Begum

The two leading writers; Muhammadi Begum and Aliya Hanan originating from the subcontinent and Turkey respectively shared the same interest .This interest was arousing awareness in women of their era. Using Literature as a tool they both highlighted woman's status .Besides shedding light on the problems faced by women they suggested solutions too.

محمدی بیگم اور عالیہ خانم ترکی اور اُردو ادب کی اولین خواتین ہیں جنھوں نے عورتوں میں شعور و آگاہی بیدار کرنے کے لیے ادب کو سہارا بنایا۔ان کی تحریروں کا مرکز و موضوع عورت ہت۔ جو ان کے مسائل کا ہی احاطہ نہیں کرتیں بلکہ وہ انھیں ان حالات سے نبرد آزما ہونے کی صلاح بھی دیتی ہے۔

دنیا میں تحریک نسواں کی جڑیں ۱۸ویں صدی کے آخر میں فرانس کے انقلاب تک جاتی ہیں۔فرانس کے انقلاب کے بعد فرانسیسی خواتین نے معاشرے کی ترقی اور بیداری میں حصہ لینا شروع کر دیا اور یوں ایک بڑے پیمانے پر عورتوں اور مردوں کے درمیان عدم مساوات پیدا ہوگئی۔

لاطینی زبان میں "عورت" کے لیے استعمال ہونے والا لفظ "فمینا" سے تحریک نسواں کا اصل عنوان "فیمینزم" اخذ کیا گیا ہے۔ یہ تحریک تین درجوں پر مشتمل ہے۔تحریک نسواں کی خواتین نے پہلے درجے پر فلسفانہ نظریات کے بجائے سیاسی حقوق اور مطالبات پر زیادہ توجہ مرکوز کی۔ دوسرے درجے میں خواتین کے درمیان انفرادی خصوصیات کی اہمیت کو واضح کرنا زیادہ اہم گردانا گیا لہٰذا تحریک نسواں کا تصور اپنی ابتداء سے اب تک مختلف مواد کے ساتھ نشو ونما پا رہا ہے۔

دنیا بھر میں خواتین کی جد و جہد مختلف شکلوں میں جاری رہی ہے۔ وقت کے ساتھ مختلف سماجی تبدیلیاں متوازی طور پر رونما ہوتی رہی ہیں۔مغربی معاشرے سے اٹھنے والی یہ تحریک نسواں مسلم معاشرے میں مسلمان خواتین کی حیثیت اور سماجی پوزیشن

کے مطابق سلطنت عثمانیہ کے دور میں سامنے آئی ۔مغرب کی طرف رجحان ت "تنظیمات" کے اعلان کے ساتھ شروع ہوا۔خواتین میں سب سے اہم جو چیز تبدیلی کی علامت سمجھی جاتی ہے وہ تعلیمی میدان اور ملبوسات ہیں ۔تعلیم میں جدت طرازی کے ساتھ انہوں نے خواتین کے تعلیمی ادارے کھولنے کے لیے خاص طور پر کام کرنا شروع کر دیا۔ ۱۸۷۰ء میں دارالمعلمات کھلا، اس سے اگلے قدم پر تعلیم کے زیور سے آراستہ خواتین یعنی تعلیم یافتہ خواتین نے عوامی زندگی میں کام کرنے کی صلاحیت حاصل کی ۔ جمہوریت کے اعلان کے بعد ماں کے کردار کی عکاسی کرنے والی خواتین کو پڑھانے اور نرسنگ جیسے شعبوں میں کام کرنے کا حق دیا گیا۔ مشہور مصنف رشاط نوری گنتکن کی طرف سے ۱۹۲۲ء میں لکھا ہوا ناول "چالی کوشو" استاد فریدہ کی آپ بیتی ہے۔ فریدے ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۸ء کے درمیان سلطنت عثمانیہ کے آخری دور میں اناطولیہ میں پڑھانے والی اُستاد ہے۔ فریدے نے ترکی میں عورت پر ڈالے ہوئے بوجھ کی وضاحت کی ہے۔

ترقی کی خواتین مصنفین میں پہلی خاتون ۱۹۰۸ء کے بعد دیکھی گئی ۱۹۵۰ء کے بعد جس کو باقاعدہ ایک نام دیا گیا ۱۹۲۰ء کے بعد ادبیات میں مردوں اور عورتوں کے درمیان تعداد اور تعلیم میں زیادہ فرق نہ رہا۔ اردو اور ترقی ادب میں ترقی کرتی ہوئی خواتین رسالوں اور میگزین کے ذریعے اخوت پیدا ہوئی۔ ان میگزین میں لکھنے والی مصنفین خواتین میں عام طور پر اعلیٰ تعلیم یافتہ روشن خیال بیوروکریٹس کی بیویاں یا بیٹیاں ہی تھیں۔

اخبارات کی پیش رفت اور ترقی کے ساتھ ۱۹۶۹ء میں سلطنت عثمانیہ کے دور میں خواتین کا پہلا میگزین تھا۔ اس میگزین میں خواتین کی شائع شدہ میگزین "موحدرات" طرف سے آنے والے خطوط کو ان کے ناموں کے بغیر جگہ دی گئی۔ مغربی دنیا میں خواتین کی تحریک اور خواتین کی تعلیم کی اہمیت شادی شدہ زندگی کی ذمہ داریوں اور صرف شادی کے موضوع پر خاص طور پر توجہ مرکوز کی گئی۔

سلطنت عثمانیہ کے دور میں ۱۸۸۳ء تا ۱۸۸۴ء کے درمیان خواتین کی طرف سے "شگوفہ زار" کے نام سے ہر پندرہ دن بعد شائع ہونے والا یہ پہلا میگزین تھا۔ خواتین کے نام سے منسوب اخبار ۱۸۹۵ء تا ۱۹۰۳ء کے درمیان ۱۳ سال تک شائع ہوا اور خواتین کے حق میں آواز اُٹھانے والا پہلا اخبار ہے جو سنگ میل کی بنیاد رکھتا ہے۔ یہاں پر ہم ترکی کی ادیب مصنفہ فاطمہ عالیہ خانم اور اردو ادب کی مصنفہ محمدی بیگم کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کریں گے۔

> فاطمہ عالیہ خانم ترکی میں خواتین کے حقوق کی علم بردار وکیل کی حیثیت سے ایک مخصوص اور اہم مقام رکھتی ہیں۔ ۱۸۶۲ء میں استنبول میں پیدا ہونے والی فاطمہ عالیہ خانم معروف ومشہور ترکی مورخ اور قانون دان احمد جودت پاشا کی بیٹی تھیں۔ فرانسیسی کی بنیادی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی اور اس کے علاوہ بہت سے شعبوں میں خود تربیت حاصل کی۔ ترجمے کے ساتھ ادبی کام کا آغاز کیا۔ "خواتین کے لیے مخصوص" نام کے اخبار میں ترجمے اور مکالمے میں نام لائے بغیر "ایک عورت" کے نام کے ساتھ شائع کیا۔ ۱۷ سال کی عمر میں شادی کرنے کے بعد ۱۰ سال تک شوہر کی طرف سے لکھنے پڑھنے کی اجازت نہ ملی۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس پابندی پر قابو پا کر ایک بار پھر اپنے کام کو شائع کرنا شروع کر دیا۔ (۱)

۱۸۹۲ء میں ان کے نام کے ساتھ ان کا پہلا ناول "موحدرات" شائع ہوا۔ یہ ترکی ادب کی تاریخ میں کسی خاتون مصنفہ کی طرف سے لکھا گیا پہلا ناول ہے۔اس ناول کی ہیروئین فاضلہ تعلیم یافتہ تھی جو پیانو بجائے اور غیر ملکی زبانیں بولنے میں ماہر اور روایات اور احسن حلاق میں اعلیٰ مقام کی حامل تھی۔اپنے بچپن کے دوست جس کا نام مقدم تھا کو بہت پسند کرتی تھی لیکن سوتیلی ماں جالبہ کی طرف سے دباؤ ڈالے جانے کی وجہ سے تعلیم یافتہ اور تمام خوبیوں کی مالک ہونے کے باوجود ماں کے کہنے پر ان پڑھ اور صرف تفریح کو پسند کرنے والے شخص سے شادی کرتی ہے۔شوہر اس کو دھوکہ دیتا ہے۔فاضلہ سوچتی ہے کہ وہ شوہر کی طرف سے دی گئی پریشانیوں سے خود کو آزاد نہیں کر پائے گی۔اس لیے خودکشی کا سوچتی ہے۔لیکن اسلام میں خودکشی حرام ہے۔یہ سوچتے ہی خودکشی کا ارادہ ترک کر دیتی ہے اور اپنے گھر کو چھوڑ دیتی ہے۔اس کو غلام خریدنے والی مارکیٹ میں فروخت کیا گیا اور اس کو خریدنے والا خاندان اس کو اس دور کے سلطنت عثمانیہ میں شامل علاقے بیروت میں لے گیا۔

مقدم بہت سال گزر جانے کے باوجود فاضلہ کو نہیں بھولتا،اس غم میں اس کو تپ دق کی بیماری ہو جاتی ہے۔ڈاکٹر اسے علاج کروانے کے لیے بیروت جانے کو کہتے ہیں۔بیروت میں اس کا سامنا فاضلہ سے ہوتا ہے جو وہاں پر اپنا نام بدل کر پیام کے نام سے رہ رہی ہوتی ہے۔مقدمہ اسے بتاتا ہے کہ وہ اسے ابھی تک بھول نہیں پایا اور اس کے ساتھ ابھی بھی شادی شدہ زندگیسے ناخوش ہونے کے باوجود کہتی ہے کہ میں شادہ شدہ ہوں۔

فاضلہ کو خریدنے والی مالک جس کا نام انیسہ ہے مقدم پر عاشق ہو جاتی ہے اور وہ شادی کر لیتے ہیں اور انیسہ کا چھوٹا بھائی شبیب فاضلہ پر عشق ہو جاتا ہے۔فاضلہ کے شوہر کی وفات کے بعد جب شبیب پر اس کی حقیقی شناخت آشکار ہوتی ہے تو وہ اس کے ساتھ شادی کر کے ایک خوشگوار زندگی کی ابتداء کرتا ہے۔

مقدم اور انیسہ کی شادی شدہ زندگی ایک خوبصورت شکل میں جاری رہتی ہے۔اس ناول میں فاطمہ عالیہ یہ پیغام دیتی ہے کہ عورت اپنی پہلی محبت کو ترک کر سکتی ہے اور محبت کا پیغام دیتی ہے اور اس کے ساتھ یہ پیغام بھی دیتی ہے کہ شادی کرنے کے لیے مالی حیثیت میں سادات نہیں بلکہ تعلیم میں مساوی سطح کا ہونا ضروری ہے۔مطلب تعلیم کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔

۱۸۹۶ء تا ۱۸۹۷ء کے درمیان لکھے گئے ناول "رفعت" میں رفعت کے والد کی وفات کے بعد اس کی ماں اور وہ کیسے زندگی گزارتی ہیں اور عزت پر کوئی سمجھوتہ نہ کرنے کے لیے جدوجہد کرنے والی رفعت اور اس کی والدکی آپ بیتی کو بیان کرتی ہے۔ رفعت مڈل سکول اور دارالمعلمات پہلے درجے میں ختم کرتی ہے اور پڑھانا شروع کر دیتی ہے۔اس کی صرف ایک خواہش ہوتی ہے کہ تعلیم کے ذریعے سے طالب علموں کو ملک کے لیے فائدہ مند ثابت کرے۔اس میں رفعت کا کردار پہلے ناول میں فاضلہ کے کردار سے زیادہ مضبوط اور طاقتور ہے۔فاضلہ سوتیلی ماں کے کہنے پر عمل کرتی ہے جب کہ رفعت ظلم اور ناانصافی کے خلاف قدم اٹھاتی ہے۔جو اسے مضبوط اور قابلِ فخر شخصیت بناتا ہے۔

۱۸۹۷ء تا ۱۸۹۸ء کے درمیان لکھے گئے ناول کا نام "عودی" ہے۔اس ناول میں ہیروئین کا نام بدیعا ہے۔دوسرے ناولوں کی طرح اس میں بھی بدیعا کو معاشرے کے لیے ایک مثالی کردار دکھایا گیا ہے۔دوسرے ناولوں کی طرح وہ بھی اپنے والد کے

گھر پر ہی تعلیم حاصل کرتی ہے اور تعلیم و تربیت مکمل کرنے کے ساتھ ہی موسیقار والد سے عود کی تعلیم و لینے والی بدیعا اپنی خوبیوں کے مختلف کردار کے مالک آدمی سے شادی کرتی ہے۔ شروع میں یہ شادی بہت اچھی ثابت ہوتی ہے۔ مگر بعد میں شوہر کی بے وفائی اس کو ایک ڈراؤنے خواب میں بدل دیتی ہے۔ شوہر کے ساتھ نہ رہنے کے لیے وہ کہتی ہے کہ مجھے اپنا بڑا بھائی جو شام میں رہتا ہے، بہت یاد آرہا ہے اور طرح وہ شام چلی جاتی ہے۔ شام میں بدیعا اس وقت کے مشہور موسیقار سے عود کی تعلیم لیتی ہے اور بڑے بھائی کی وفات کے بعد وہ استنبول واپس آکر اکیلی زندگی گزارتی ہے اور کام کا آغاز عود کی تعلیم اور سبق دینے سے کرتی ہے اور بہت مختصر وقت میں پورے استنبول میں اس کا کام پھیل جاتا ہے۔

دوسرے ناول "عذین" میں ہیروئین کے کردار کا نام صباحت ہے اور وہ بھی اچھے گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ تاہم صباحت کے والد اس کی ماں کی وفات کے بعد دوسری شادی کر لیتے ہیں۔ دوسری عورت کی بھی ایک بیٹی ہوتی ہے۔ وہ لڑکی مسلسل صباحت سے حسد کرتی ہے۔ صباحت کی منگنی ہو چکی ہوتی ہے۔ جب اس کو پتہ چلتا ہے کہ اس کا منگیتر اس کو دھوکہ دے رہا ہے تو وہ اس کو کسی سے مشورہ لئے بغیر چھوڑ دیتی ہے۔ اپنی سوتیلی بہن کے بہت زیادہ حسد کرنے کے باوجود فاطمہ عالیہ کے دوسرے ناولوں کی طرح اس ناول کی ہیروئین صباحت بھی گھر چھوڑ دیتی ہے۔ اس ناول میں فاطمہ عالیہ ثابت قدم رہنے کا درس دیتی ہے، جو اس کے اپنے اصولوں میں سے ہے اور یہ اصول خواتین کے کردار کو زیادہ طاقت بخشتا ہے۔

اس کے ناولوں میں ہیروئین کا کردار ادا کرنے والی خواتین تمام پہلوؤں سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ہوتی ہیں۔ یہ واضح کرتی ہیں کہ جو بھی حالات ہوں زندگی کو نئے طریقے سے شروع کرنے کے لیے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لیے مردوں کے آگے نہیں جھکتا۔

فاطمہ عالیہ کو جدید فمینا کے معنوں میں حقوق نسواں کی مصنفہ کہنا بالکل درست نہیں ہے۔ لیکن اپنے لکھے گئے ناولوں میں "خواتین کے مسائل" پرنٹر میں خواتین کے حق میں آواز بلند کرنے والی اور اس سلسلے میں اہم کردار ادا کرنے والی وہ پہلی خاتون مصنفہ ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ ایک علمی اور تعلیم یافتہ گھرانے سے تعلق رکھتی تھی اور تعلیم یافتہ تھی۔ ان کے والد احمد جودت پاشا کا اس میں بہت بڑا کردار رہے۔ انھوں نے تعلیم کے حصول کے لیے لڑکے اور لڑکی میں فرق نہیں کیا تھا۔

ناولوں اور اخباروں میں لکھنے کے علاوہ انہوں نے ۱۸۹۲ء میں "نسواں اسلام" کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی ہے جس میں وہ یورپین خواتین کو مسلمان خواتین کا مقام سمجھاتی ہے۔ یعنی اسلام میں خواتین کا مقام کیا ہے اسے بیان کرتی ہے۔ لکھنے لکھانے کی سرگرمیوں کے علاوہ وہ معاشرے میں لوگوں کی مدد کرنے میں بھی بہت دلچسپی رکھتی تھی۔ "نسوان عثمانیہ مدد تنظیم" کے نام سے ملک میں خواتین کی پہلی سرکاری تنظیم قائم کی۔ اس کے علاوہ وہ بلال احمر میں رکنیت حاصل کرنے والی پہلی خاتون ہیں۔

اردو ادب میں پہلی خاتون مصنف محمدی بیگم ہیں جو ۱۸۷۸ء میں پنجاب کے شہر شاہ پور میں پیدا ہوئی تھیں۔ محمدی بیگم نے بھی فاطمہ عالیہ کی طرح ایک تعلیم یافتہ گھرانے میں آنکھ کھولی اور گھر پر ہی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ۱۹ سال کی عمر میں شہید ممتاز علی جس کی پہلی بیوی کچھ عرصے پہلے وفات پا چکی تھی سے شادی کی اور اپنے شوہر کی مدد سے "تہذیب النساء" میگزین کی ایڈیٹر بن

گئی۔اس طرح اردوادب ونشریات کی تاریخ میں یہ میگزین کی پہلی خاتون ایڈیٹر تھی۔اردوادب میں خواتین کی رہنمائی کے لیے پہلا میگزین ۵ مارچ ۱۸۸۴ء میں لکھنو میں ایک عیسائی مشنری کی طرف سے "رفیق نسوان" کے نام سے شائع ہوا۔اس کے "اخبارالنساء"، "آصفہ فرنگی" اور "پیسہ اخبار" اور خواتین کی رہنمائی کے لئے "شریف بیبیاں" میگزین فیمینہ کے طور پر شائع ہوا۔ لیکن مختلف وجوہات کی بناء پر اس پر یہ زیادہ لمبا عرصہ جاری نہ رہ سکا۔۱۱ جون ۱۸۹۸ء میں لاہور سے تہذیب النساء کے نام سے شروع ہونے والا میگزین علی گڑھ تحریک کے نمائندے سرسید احمد خان کے تہذیب الخلاق کی طرز پر مشتمل تھا۔خواتین میں تعلیم کا جذبہ اجاگر کرنے والا یہ میگزین ۱۹۴۹ء تک جاری رہا تھا۔

محمدی بیگم نے اسلامی تعلیم کے علاوہ اپنے شوہر سے انگریزی، ہندی، فارسی اور ریاضی کی تعلیم حاصل کی۔اس کے ساتھ ساتھ وہ بچوں کے ادب میں بھی بہت دلچسپی رکھتی تھیں۔اُنھوں نے اپنے بیٹے سعید امتیاز علی کے لیے پڑھی ہوئی لوری کو "خواب راحت" کے نام سے کتاب کی شکل میں لکھا۔بچوں کے لیے کی گئی اس ایڈیٹنگ کے علاوہ سجاد حیدر کے میگزین پھول کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔محمدی بیگم نے عورتوں کے ہر مسئلے کے ساتھ نمٹتے ہوئے نئی شادی شدہ عورتوں پر گھر کے کاموں میں اور مختلف موضوعات پر رہنمائی فراہم کرنے کے لیے "رفیق عروس" اور "آداب ملاقات" کے ساتھ ساتھ باورچی خانہ کے کاموں میں مدد فراہم کرنے کے لیے "نعمت خانہ" کے نام سے کتابیں لکھی اور ان پر کام کیا۔

اس کے علاوہ "صفیہ بیگم" (۱۹۲۰)، "آج کل"، اور "شریف بیٹی" کے نام سے ناول لکھے (۲)۔محمدی بیگم اگر اردو ادب میں پہلی خاتون ناول نگار نہ بھی ہوں، تب بھی اردوادب کی تاریخ میں خواتین کے حق میں رہنمائی کرنے والی اور کام کرنے والی پہلی خاتون کے نام سے جانی جاتی ہیں۔محمدی بیگم کا دوسرا ناول "آج کل" انسانی عادات اور رجحان یعنی آج کا کام کل پر چھوڑ دینے کی عادت پر مبنی ہے۔ناول کی ہیروئین فہمیدہ جو بہت خوبصورت ہونے کے ساتھ بہت اچھے اخلاق کی مالک اور مہمان نواز بھی ہوتی ہے۔لیکن اس کی سب سے بری عادت یہ تھی کہ کام کو وقت پر نہ کرتی تھی اور یہی بات اس کی زندگی میں سب سے المناک حادثہ پیش آنے کا سبب بنتی ہے۔گھر کی دیوار جو گرنے والی ہوتی ہے اس گرنے والی دیوار کی مرمت کروانے میں سستی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ ایک دن دیوار گر جاتی ہے اور اس کا بیٹا دیوار کے نیچے آ کر جاں بحق ہو جاتا ہے۔اس کا شوہر اس کو سزا دینے کے لیے دوسری شادی کر لیتا ہے۔ان سارے معاملات اور حادثات سے نمٹتے ہوئے حالات اس کی قوت برداشت سے باہر ہو جاتے ہیں اور وہ بیمار ہو جاتی ہے اور اسی بیماری میں وفات پا جاتی ہے۔

"صفیہ بیگم" ناول میں بچوں کی بچپن میں شادی طے کرنے کے برے نتائج کے متعلق معلومات فراہم کرتی ہیں۔صفیہ ناول کی مرکزی کردار ہے جو انتہائی باصلاحیت، ہنرمند، عقل مند، ذمہ دار اور حساس طبیعت کی مالک ہوتی ہے۔کم عمری میں ہی اس کی منگنی اس کے رشتہ دار صفدر کے ساتھ طے ہو جاتی ہے۔مگر افسوس صفدر بالکل اس کے برعکس عمر میں بڑا ہونے کے ساتھ ساتھ بری عادتوں کا عادی بھی ہے اور صفیہ کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتا۔مگر جب اس کو پتہ چلتا ہے کہ صفیہ کسی اور سے شادی کر رہی ہے تو وہ شادی والے دن اس کے گھر والوں سے اصرار کر کے اس کے ساتھ شادی کر لیتا ہے۔آخر کار حساس طبیعت کی مالک صفیہ ان

واقعات کو برداشت نہیں کر پاتی اور بیمار ہو جاتی ہے۔ بیماری کی حالت میں مر جاتی ہے۔ آج بھی برصغیر میں ارینج میرج کو خاص طور پر پریشانیوں کا سبب سمجھا جاتا ہے۔ محمدی بیگم کی ہیروئین اپنے معاشرے کی روایت کے سامنے کچھ نہیں کر پاتی اور نہ اتنی طاقتور ہے کہ اس سے ٹکر لے۔

اردو ادب میں پہلی خاتون مصنفہ جو ترکی ادب کی طرح تخلص کا استعمال کرتی ہے۔ جس کو عام طور پر لڑکی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ محمدی بیگم نے بھی اپنے پہلے ناول میں والد کا نام سید امتیاز علی استعمال کیا ہے۔ اکبری بیگم نے بھی لڑکے کا تخلص استعمال کرتے ہوئے اپنا پہلا ناول لکھا۔ کیوں کہ برصغیر میں پہلی بار کوئی خاتون مصنفہ ناول لکھ رہی تھی۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں خواتین مصنفین کے لیے جگہ نہ تھی مردانہ نام استعمال کرنے پر مجبور تھی۔

فاطمہ عالیہ خانم اور محمدی بیگم دونوں نے مختلف معاشروں میں پرورش پائی اور دونوں ہی معاشرے میں بہت قدر و اہمیت کی حامل ہیں۔ تاہم ایک خاتون کی حیثیت سے اپنے ناولوں میں خواتین کے حق میں لکھنے والی اور خواتین کے نقطۂ نظر کو بیان کرنے والی پہلی خواتین ہیں جو بہت اہم ہیں۔ دونوں ہی تعلیم یافتہ خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ دونوں نے گھر پر ہی تعلیم حاصل کی، دونوں ہی غیر ملکی زبانیں جانتی تھیں۔ خواتین کے لیے تعلیم حاصل کرنا کیوں ضروری ہے۔ انھوں نے تعلیم کی اہمیت اپنے ناولوں میں خواتین کردار کے ذریعے دکھائی۔ یہ دونوں خواتین اپنے معاشرے میں خواتین کے حق میں آواز اٹھانے والی پہلی خواتین ہیں۔ انھوں نے اس وقت فیمینیزم کے لیے کام کیا جب ان کے معاشروں میں ان اصطلاحات سے بھی نابلد تھے۔

حوالہ جات:

Hakan Aydm, Selcuk Universitesi Sosyal Bilimler Enstitüsü Dergisi, 22/2009, P.147, Konya.

2ایضا ص ۱۴۹

3 Firdevs Canbaz, "Fatma Aliye Han?m?n Romanlar?nda kadm Sorunu", Bilkent Üniversitesi, Ankara 2005; Hilal Demir, "Fatma Aliye Hanm Çerçevesinden Kadm Haklarmm Smirlari?", Turkish Studies, Volume 8/9 Summer 2013, p.1059-1068, Ankara.

4 Fatma Aliye Hanm, Muhadarat, (Murattib: Dr. H. Emel Asa), Istanbul 1996.

5 Fatma Aliye Hanm, Refet (Murattib: Sahika Karaca), Kesit Yaymlari, Istanbul 2014.

6 Fatma Aliye Hanm, Udi (Murattib: Sahika Karaca), Kesit Yaymlari, Istanbul 2012.

7 Fatma Aliye Hanm, Enîn (Murattib: Ayse Demir), Kesit Yaymlari, 2012.

۵. نیلم فرزانہ، اردو ادب کی اہم خواتین ناول نگار، براؤن بک پبلی کیشنز، دہلی، ۲۰۱۴ء، ص ۱۷